صداقت معلوم کرنے کا طریق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

صداقت معلوم کرنے کا طریق

باوجوداس کے کہ اس وقت قادیان کے بہت سے غیر مسلم اصحاب یہاں تشریف رکھتے ہیں میں سمجھتا ہوں ایک حصہ ایسے اصحاب کا ہے جو یہاں تشریف نہیں رکھتے لیکن چونکہ یہاں سب غیر مسلم اصحاب سے ہمارے خاندان کے تعلقات کئی پشتوں اور نسلوں سے چلے آرہے ہیں اور کبھی ایسے خوشگوار تعلقات تھے جو نہ صرف ایک جگہ کے رہنے والوں میں ہو سکتے ہیں بلکہ جو عزیزوں کے آپس میں ہوتے ہیں مگر باوجوداس کے گزشتہ چندسالوں سے میں چونکہ دیکھتا ہوں کہ بعض ایسے امور پیدا ہو گئے جن کی تفصیل میں اس وقت مَیں نہیں جانا چاہتا کیونکہ اس کے لئے یہ موقع نہیں ان امور کی وجہ سے تعلقات نے ایسی صورت اختیار کر لی ہے کہ پہلے کی طرح آپس میں میل جول نہیں رہا اس لئے میں اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کے تعلقات جو خدا کے بندوں کے آپس میں ہونے چاہئیں، ان کو مذہبی اختلاف مٹا نہیں سکتا۔ جس طرح خدا تعالیٰ کا طریق ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگوں حتّٰی کہ ان سے بھی جو خدا کے منکر ہوتے اور اسے گالیاں دیتے ہیں، وہ اپنے فیوض پیچھے نہیں رکھتا۔ قطع نظر اس سے کہ کونسا مذہب سچا ہے، سب مذاہب والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی نعمتیں موجود ہیں اور سب کے سب ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اس کی زمین اسی طرح ہندوؤں اور سکھوں کیلئے کشادہ ہے جس طرح مسلمانوں کیلئے، اس کا سورج چاند اور ستارے اسی طرح ہندوؤں، سکھوں اور عیسائیوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں جس طرح مسلمانوں کو، اسی طرح بندوں کو آپس میں تعلقات رکھنے چاہئیں۔

دراصل خدا تعالیٰ کے دو طرح کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک خاص لوگوں سے اور ایک بندہ ہونے کے لحاظ سے ہر بندہ سے۔ بندہ خواہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار نہ کرے اور اس سے ہنسی کرے، پھر بھی خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ میرا بندہ ہی ہے اور اس سے بندہ ہونے کے حصہ کی محبت کا

سلوک جاری رکھتا ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا کے بندے ہوتے ہوئے آپس میں محبت اور دوستی اور نفع رسانی کے تعلقات نہ رکھیں۔

اس میں شک نہیں کہ مختلف مذاہب کے لوگ مرنے کے بعد کے متعلق مختلف خیالات رکھتے ہیں۔مثلاً مسلمان یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد انسان اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت یا دوزخ میں جائے گا۔ ہندو کہتے ہیں کہ اعمال کے بدلے انسان کو مختلف جونوں کے چکر میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح بیسیوں قسم کے خیالات ہیں مگر باوجود اس کے ایک بات میں سب کا اتحاد ہے اور وہ بات یہ ہے کہ انسان کی مرنے کے بعد خواہ کوئی حالت ہو اس کے جسم کو آگ میں ڈالا جائے یا اس کی روح کو، اسے آواگون کے چکر میں ڈالا جائے یا کوئی اور سزا دی جائے اس قسم کی ہر حالت میں خدا اپنے بندے کی پرورش کرتا رہے گا کیونکہ اگر سزا کی حالت میں پرورش نہ کرے تو پھر سزا پانے والے کا چُھٹکارا ہو جائے گا اور اس پر سزا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ آواگون کے قائل خواہ یہ کہیں کہ انسان کو مرنے کے بعد اس کے اعمال کی سزا میں کُتا بنا دیا جائے گا تو بھی اسے کھانے کو خدا تعالیٰ دیتا ہے اور اگر سؤر بنا دے تو بھی اسے خوراک مہیا کرتا ہے۔ جو لوگ دوزخ کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں، اس میں خدا تعالیٰ انسان کو علاج کے طور پر رکھے گا اور جب دیکھے گا کہ علاج ہو گیا تو پھر اس میں سے نکال دے گا۔غرض کسی مذہب کا کوئی پیرو یہ نہیں کہتا کہ خدا کا رحم کسی وقت اور کسی حالت میں بھی بندہ سے منقطع ہو جائے گا۔ جب خدا تعالیٰ کا بندوں سے یہ سلوک ہے تو ہمارا آپس کا سلوک بھی اس کے ماتحت ہونا چاہئے۔جس طرح خدا تعالیٰ اپنے منکر دہریہ سے بلکہ گالیاں دینے والے سے بھی اپنی رحمت ہٹا نہیں لیتا اسی طرح ہمیں بھی آپس میں سلوک کرنا چاہئے۔اس کے متعلق افسوس کے اظہار کے طور پر اور ایسی خواہش کے پورا کرنے کیلئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اتحاد اور آپس کے بہترین تعلقات کی کوئی صورت نکل سکے اور آپ میں سے کوئی صاحب یا اور جو اس وقت یہاں موجود نہ ہوں کوئی بات پیش کرنا چاہیں تو میں بڑی خوشی سے اس کے متعلق غور کروں گا۔تا کہ ہمارے تعلقات دوسروں کے لئے نمونہ کے طور پر ہوں۔ گو جس غرض کے لئے اس وقت آپ صاحبان کو یہاں تشریف لانے کی تکلیف دی گئی ہے اس سے یہ امر تعلق نہیں رکھتا مگر چونکہ مجھے آپ صاحبان سے ملنے کا موقع نہیں ملتا اس لئے میں نے اس وقت یہ امر بیان کر دیا ہے۔

اس کے بعد میں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ سلسلہ کو شروع ہوئے پچاس سال کے قریب ہو

چکے ہیں اور با قاعدہ جماعت بھی ۴۴ سال سے قائم ہے اس عرصہ میں ہماری طرف سے مختلف کتابیں، ٹریکٹ، اشتہار اور تقریریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ آپ لوگ چونکہ ہمارے ہمسائے اور پڑوسی ہیں اس لئے آپ لوگوں پر دوسروں کی نسبت زیادہ ہمارے حالات واضح ہیں۔ اگر ہم میں کوئی کوتاہیاں ہیں تو وہ بھی آپ لوگوں پر ظاہر ہیں اور اگر نیکیاں ہیں تو وہ بھی ظاہر ہیں۔ ہمارے اعتقادات بھی آپ کو معلوم ہیں اور ہمارے دلائل بھی آپ کے سامنے ہیں میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تمام مذاہب کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ نہ صرف ہندوستان کے مذاہب کی کتابوں کا بلکہ ہندوستان سے باہر کے مذاہب کی کتب کا بھی اور میں نے کبھی کسی مذہب کی کتاب کو اس لئے نہیں پڑھا کہ اس کی غلطیاں نکالوں کیونکہ جو اس نیت سے پڑھتا ہے وہ گویا پہلے ہی اس کو غلطیوں کا مجموعہ قرار دے لیتا ہے اور اس طرح وہ کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ میں سنسکرت نہیں جانتا میں نے ویدوں کے انگریزی تراجم پڑھے ہیں اور نہ صرف ایک بار پڑھے ہیں بلکہ بعض منتروں کو مزے لے لے کر تکرار سے پڑھا ہے۔ اسی طرح تورات اور انجیل کو پڑھا ہے، بابا نانکؒ کے اقوال بھی پڑھے ہیں اس لئے میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ دوسرے مذاہب کی کتب کے مطالعہ سے انسان کو فائدہ ہی پہنچتا ہے اور اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جگہوں میں بھی خوبیاں ہیں اور ان خوبیوں کی بھی قدر کرنی چاہئے۔ لیکن جو لوگ کسی مذہب کی کتاب کا اس نیت سے مطالعہ کرتے ہیں کہ اس مذہب کے نقائص اور برائیاں معلوم کریں، وہ ان بُرائیوں کا صفایا کرتے کرتے اصل چیز کا بھی صفایا کر دیتے ہیں۔ ایک نقص کو محبت سے بھی مٹایا جا سکتا ہے، جیسے ماں بچہ کی کسی غلطی اور کوتاہی کو دور کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر جن کی نظر صرف نقائص پر ہوتی ہے وہ اصل چیز کو بھی مٹا دیتے ہیں۔ میں نے کبھی کسی مذہب کا تعصب کی نظر سے مطالعہ نہیں کیا۔ آج میں آپ صاحبان کو یہی بتانا چاہتا ہوں کہ آپ بھی اس طریق سے ہمارے سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ پر ۴۴ سال گزر چکے ہیں۔ اس دعویٰ کو ہم نے دنیا کے دور دراز گوشوں تک پہنچایا ہے۔ اس صورت میں ہمارا حق ہے کہ آپ صاحبان سے بھی درخواست کریں کہ ٹھنڈے دل سے آپ اس پر غور کریں، اس میں کسی کی سُبکی نہیں۔ اگر حق معلوم ہو تو قبول کریں اور نہ معلوم ہو تو نہ قبول کریں۔ مجھے اس وقت دلائل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ میں سکھ اور ہندو اصحاب سے ایسی بات کہنا چاہتا ہوں جو ہندو اور سکھ مجھ سے بھی کہہ سکتے ہیں اور وہ سلسلہ احمدیہ کے بانی کا دعویٰ ہے۔ وہ

دعویٰ یہ نہ تھا کہ آپ نے سوچ سوچ کر کوئی نیا قانون نیا فلسفہ یا کوئی نئی چیز نکالی ہے۔ اگر یہ دعویٰ ہوتا تو آپ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آؤ ہم بھی سوچ کر کوئی نئی بات نکالیں بلکہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور راستی پر قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے اور وہ راستی اسلام ہے۔ اب یہ موٹی بات ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں نے مجھ سے یہ بات کہی ہے تو اس بات کی تصدیق کرنے کے لئے اسی سے پوچھتے ہیں کہ اس نے یہ بات کہی ہے یا نہیں۔ اگر وہ کہہ دے کہ میں نے کہی ہے تو اسے درست مان لیا جاتا ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب کا یہ دعویٰ ہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے کہ جا اور جا کر دنیا کو ایک مرکز پر جمع کر اور وہ مرکز اسلام ہے تو یہ کوئی معمولی دعویٰ نہیں بلکہ بہت بڑا دعویٰ ہے۔ ایک ایسے گاؤں میں جہاں اس وقت نہ ڈاک خانہ تھا نہ تار گھر، نہ پریس تھا اور نہ کوئی اور چیز، آپ نے اتنا بڑا دعویٰ کیا جو بڑے بڑے شہروں میں رہنے والے بھی نہیں کر سکتے بلکہ بڑی بڑی حکومتوں والے بھی نہیں کر سکتے۔ انگلستان کی حکومت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں سورج غروب نہیں ہوتا مگر اس کے بادشاہ کی بھی مجال نہیں کہ ایسا دعویٰ کر سکے۔

یونائیٹڈ اسٹیٹس امریکہ کو اپنی شان وشوکت اور طاقت وعظمت کا بڑا دعویٰ ہے۔ حتّٰی کہ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ انگریز بھی اس سے دبتے نظر آتے ہیں۔ مگر ان کا پریذیڈنٹ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا جو حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے۔ تو یہ کوئی معمولی دعویٰ نہیں بلکہ اتنا بڑا دعویٰ ہے کہ کوئی بڑی سے بڑی حکومت ہی نہیں بلکہ دنیا کی ساری حکومتیں مل کر بھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتیں کیونکہ دنیا کو ایک مرکز پر جمع کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔ ہندوستان میں ہی دیکھ لو، سیاسی لحاظ سے کتنے مختلف خیالات کے لوگ ہیں۔ انگریز ان کو ایک سیاسی مرکز پر جمع کرنا چاہتے ہیں مگر باوجود طاقت اور ساز وسامان کے کچھ نہیں کر سکتے۔ اب غور کرو، حضرت مرزا صاحب کا اتنا بڑا جو دعویٰ ہے اور ایسی حالت میں کیا گیا ہے کہ جب ان کی زندگی یہاں ہی گزری ہے۔ آپ باہر مجلس میں بیٹھتے اور لوگوں سے ملتے تھے۔ اب تو دفتری کاموں کی ایسی نوعیت ہوگئی ہے کہ مجھے اپنا بہت سا وقت ان میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ ابھی ایک دوست نے کہا کہ آپ تو ملتے ہی نہیں مگر حضرت مرزا صاحب بکثرت لوگوں سے ملتے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی آپ کے دعویٰ کو سچا نہ سمجھے مگر آپ میں سے جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی زندگی ایسی تھی کہ آپ نے یونہی بڑ ماردی۔ یہاں کے جو ہندو سکھ اور مسلمان آپ کی زندگی سے واقف

ہیں، ان میں سے کوئی یہ نہ کہے گا، خواہ وہ یہ کہے کہ آپ کو غلطی لگی۔ اس لحاظ سے آپ کے دعویٰ کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ان کی بات بڑ نہ تھی تو سوال یہ ہے کہ جب انہوں نے کہا، مجھے خدا نے یہ بات کہی ہے تو کیوں نہ خدا سے اس کے متعلق پوچھنے کی کوشش کی جائے اس کے لئے خود حضرت مرزا صاحب نے بار بار کہا ہے اور اس کا جو طریق آپ نے پیش فرمایا ہے وہ اس وقت مَیں آپ صاحبان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ خواہ کوئی آریہ ہو یا سناتنی، سکھ ہو یا عیسائی، خدا کو تو سب مانتے ہیں۔

خدا سے دعا کرے کہ میں تجھے جس رنگ میں سمجھتا ہوں، تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ مرزا صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ میں لوگوں کو حق وصداقت کے مرکز پر جمع کر دوں اور وہ مرکز اسلام ہے تُو مجھ پر کھول دے کہ یہ صحیح کہتے ہیں یا غلط۔ اگر صحیح کہتے ہیں تو مجھے اس سے محروم نہ رکھ اور اگر غلط کہتے ہیں تو مجھے اس سے بچا۔

یہ ایسی بات ہے جس میں کوئی دھوکا نہیں ہوسکتا اور نہ ایسی بات ہے جس کے اختیار کرنے میں کسی کو کوئی اعتراض ہونا چاہئے۔ حضرت مرزا صاحب نے خود اسے پیش کیا ہے اور کہا ہے کہ اس بارے میں خدا سے دعا کرو اور میں اپنے لئے بھی کرتا ہوں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ سے عرض کیا:۔

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و راہنما
اے کہ میداری تو بردلہا نظر
اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر
گر تو دید استی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرہ اغیار را
آتش فشاں بر درو دیوار من
دشمنم باش و تباہ کن کار من[1]

یہ اپنے لئے اپنی اولاد کیلئے اور سلسلہ کے لئے کہا ہے، ایک بار نہیں کئی بار۔ مگر دوسروں سے کہا ہے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنے لئے بددعا کرو بلکہ یہ کہتا ہوں کہ دعائیں کرو کہ الٰہی! ہم اس

بارے میں فیصلہ نہیں کر سکتے تُو ہماری التجا سن اور ہمیں بتا کہ حق کیا ہے۔اس زمانہ میں اکثر لوگ الہام، وحی اور کشف کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کی تمام باتیں دماغی عارضہ کا نتیجہ ہوتی ہیں۔مگر دوسرے کے متعلق تو یہ کہنا آسان ہے اپنے متعلق کوئی یہ نہیں کہہ سکتا جب خدا اسے دکھا دے گا تو اسے پتہ لگ جائے گا کہ جو کچھ اسے بتایا گیا ہے، وہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔

میں اس وقت اتنی بات ہی کہتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ ساری باتیں اس میں آ جاتی ہیں۔ سال بھر کوئی شخص مباحثات کرتا رہے پھر بھی ممکن ہے کہ غلطی لگ جائے لیکن اگر کوئی سچی خواہش اور صاف دل کے ساتھ دس دن بھی خدا تعالیٰ سے پرَارتھنا[۲] کرے کہ میں بھی تیرا بندہ ہوں تُو مجھ پر حق کھول دے تو اسے حق مل جائے گا۔ میں گیارہ سال کا تھا جب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی کیا میں اس لئے احمدی ہوں کہ میرے باپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اگر مجھ پر تیری طرف سے یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ سلسلہ سچا نہیں تو (اس وقت میں صحن میں کھڑا تھا) میں اندر نہیں جاؤں گا بلکہ اس گھر سے باہر نکل جاؤں گا۔خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلہ میں ماں باپ کا تعلق کیا حقیقت رکھتا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر خدا کی بے قدری اور کیا ہوسکتی ہے کہ کسی بات کو اس لئے مانیں کہ ہمارے ماں باپ اسے مانتے ہیں اور ماں باپ کے مقابلہ میں خدا کو چھوڑ دیں۔

انسان کا اصلی تعلق خدا سے ہی ہونا چاہئے اور خدا تعالیٰ سے ہی کہنا چاہئے کہ جو تیرے نزدیک حق ہے اسے ہم اختیار کریں گے اور جو تیرے نزدیک باطل ہے اسے ہم چھوڑ دیں گے۔ جب بندہ اس نیت اور ارادہ سے خدا تعالیٰ کے آگے گرتا ہے تو اس پر ضرور حق کھولا جاتا ہے۔ ایک دہریہ کی بات مجھے بہت پسند آئی۔ وہ لکھتا ہے ہم لوگ خدا کے منکر نہیں مگر ہمارے سامنے خدا کو ماننے کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ پھر لکھتا ہے۔ میں زیادہ نہیں صرف ایک دلیل مانگتا ہوں اور وہ یہ کہ میں کنوئیں میں گرنے لگوں تو میرے ماں باپ دیکھ کر مجھے بچانے کی کوشش کریں گے، میں بیمار ہو جاؤں تو ماں باپ میرا علاج کریں گے اور جبراً بھی مجھے دوائی پلائیں گے مگر یہ عجیب خدا ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سب کچھ اس نے پیدا کیا ہے اور ہر چیز پر اس کا قبضہ ہے مگر میں سچے مذہب کی شناخت سے محروم ہو کر گمراہی کے گڑھے میں پڑا ہوں اور وہ میرے بچانے کیلئے کچھ نہیں کرتا۔اگر کوئی خدا ہے تو اسے اپنے بندوں سے ماں باپ سے زیادہ محبت ہونی چاہئے تو پھر وہ کیوں اپنی محبت ظاہر نہیں کرتا۔ پھر کہتا ہے مجھے پادری یہ جواب دیں گے کہ تو گندہ اور ناپاک ہے، اس وجہ سے خدا تیری طرف توجہ نہیں کرتا۔ بے شک میں ایسا ہی ہوں اور اسی وجہ

سے میں خدا کی توجہ سے محروم سہی ۔ مگر کوئی پادری ہی کہہ دے کہ خدا نے مجھے یہ حق بتایا ہے اگر کسی پادری سے بھی خدا یہ نہیں کہتا تو میں کس طرح مان لوں کہ خدا کے ہونے کی کوئی دلیل ہے ۔

غرض خدا جو ماں باپ سے بڑھ کر اپنے بندوں پر مہربان ہے، کس طرح ممکن ہے کہ کوئی اس کی طرف جھکے اور وہ اس کی ہدایت کا سامان نہ کرے اسی لئے میں کہتا ہوں یہ ناممکن ہے کہ کوئی سچے دل سے خدا سے التجا کرے اور اس کی سنی نہ جائے ۔ خدا ضرور سنے گا ۔ اس طریق پر ہر مذہب کا انسان عمل کر سکتا ہے ۔ میں خود اس کیلئے تیار ہوں ۔ باوجود اس کے کہ میں نے خدا تعالیٰ کا کلام سنا، رؤیا دیکھے اور سورج سے بڑھ کر اسلام کی صداقت پر یقین ہے ۔ پھر بھی میں اس کیلئے تیار ہوں ۔ کوئی یہ دعویٰ پیش کرے کہ جس مذہب کو وہ سچا سمجھتا ہے، اس کے متعلق خدا نے اسے بتایا ہے کہ وہ سچا ہے اور اس پر ساری دنیا کو جمع ہونا چاہئے ۔ کوئی ہندو، کوئی سکھ، کوئی عیسائی اس دعویٰ کے ساتھ کھڑا ہو اور مجھے دعا کرنے کیلئے کہے تو میں تیار ہوں ۔ بندہ کا کام تو بندگی کرنا ہے ۔

پس مَیں آپ صاحبان سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جن کو خدا توفیق دے، وہ سچے دل سے دعا کریں اور سارے خیالات دل سے نکال کر خدا کے آگے جھکیں اور کہیں ہم ہر طرف سے منقطع ہو کر تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہمیں ہدایت عطا کر ۔ اگر اب بھی ہماری دعا نہ سنی گئی تو ذمہ داری ہم پر نہ ہوگی ۔ اس کے بعد اس طرح دعا کرنے والا کہہ سکتا ہے میں نے دس بیس دن دعائیں کیں اور سچے دل سے کیں مگر خدا نے میری کوئی راہ نمائی نہ کی، اس لئے میں معذور ہوں اور جب تک اس کی ہدایت کے کوئی نئے سامان نہ پیدا ہو جائیں، وہ معذور ہوگا اور اس وجہ سے سزا کا مستحق نہ ہوگا ۔ یہ ایسی چیز ہے کہ اسے پیش کرتے ہوئے میں سمجھتا ہوں ساری باتیں اس میں آ جاتی ہیں اور مجھے یقینِ کامل ہے کہ اگر کوئی اس طریق پر عمل کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے ضرور ہدایت دے گا ۔

ایک دفعہ مَیں پھر آپ صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے یہاں آنے کی تکلیف اُٹھائی اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان کر دے گا کہ ہمارے تعلقات پہلے سے بھی زیادہ خوشگوار ہو جائیں گے ۔

(الفضل ۱۴ ۔ مارچ ۱۹۳۳ء)

---

۱ درثمین فارسی صفحہ ۱۷۸ شائع کردہ نظارت اشاعت وتصنیف ربوہ

۲ پَرْ اَرْتھنا: عرض، درخواست